آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رُخ محمد کا

چودھوین کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

البدر

اے جہان منتظر خوش باش کا مد بستان
آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

چہ گویم با تو گر اے چہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۷ | ہر ایک انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴- کو دار الامان قادیان سے شایع ہوتا ہے | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و مقتدا
اندرین دین آمدہ از مادریم — ہم برین از دار دنیا بگذریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آن رسولی کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبی کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود — آن نہ از خود از ہمان جائی بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بی او محال
اقتدائی قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبرہائی معاد — ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است — منکر آن مورد لعن خداست
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکاری کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اسبات کا کرے۔ کہ آیندہ اسوقت تک کہ قبر مین داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کیوقت مغلوب نہین ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم۔ یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانونکو یاد کرکے اُسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانونکو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہین دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا مین خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہر حالت ..... راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنیکے لئے اُسکی راہ مین طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا۔ (**ششم**) یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ مین دستور العمل قرار دیگا۔ (**ہفتم**) یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ (**ہشتم**) یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ (**نہم**) یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ (**دہم**) یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اُس پر تا وقت مرگ [illegible]

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہین ہاتھ مین ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہین اور طالب اُنکو دہراتا جاتا ہے

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ **سہ بار**۔ آج مین احمد کے ہاتھ پر اُن تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جنمین مین گرفتار تھا۔ اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (سہ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہون کا اقرار کرتا ہون میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔

(پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہین۔)

نوٹ۔ بیعت کا اشتہار حضرۃ امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسی [illegible] سال ہو گئے ہین جبکہ البدر نے [illegible] ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار مین جو اسکی فتح و نصرۃ کا زمانہ ہے۔ قادیان [illegible]

مطبع انوار الاسلام قادیان مین باہتمام شیخ محمد افضل و مہر الدین چھپ کر شایع ہوا

معزز ناظرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ ہمارا امام جسکی اطاعت کا جوا ہم نے اپنی گردن پر لیا ہے ۔ وہ احسن سے احسن اخلاق کا بے نظیر اور اعلیٰ نمونہ ہے ۔ اور کیون نہ ہو ۔ جبکہ وہ اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور مظہر ہے ۔ جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے انک لعلیٰ خلق عظیم فرمایا ہے ۔ سوء ظن اس کے نزدیک تک نہیں بھٹکتا ۔ ایسے ہی مجھے امید ہے ۔ کہ آپ کے مطہر قلب اور دماغ بھی سوء ظن جیسے مکروہ خیال سے پاک ہون گے ۔ اور البدر کی اشاعت میں جو غیر معمولی تعویق ہو رہی ہے ۔ آپ اُسے میری غفلت اور کسل اور دیدہ و دانستہ لاپروائی پر ہرگز حمل نہ کرین گے ۔ ہان اگر آپ یہ کہیں ۔ کہ مین نے اس امر میں سستی کی ہے ۔ کہ تقویٰ کے جن اعلیٰ مدارج پر پہونچنے سے مومن کی ہر ایک ضرورت کا کفیل اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے ۔ اور ہر ایک تنگی کیلئے مخرج پیدا کریگا وعدہ فرماتا ہے ۔ وہ مدارج کامل طور پر حاصل نہ کئے ۔ تو یہ آپ کا کہنا بے شک بجا ہوگا ۔ اور اس خیال کیساتھ اُمید ہے کہ حقوق اخوۃ اس امر کا تقاضا کرین گے ۔ کہ آپ درد دل سے میرے لئے دعا کرین ۔ کہ خدا تعالیٰ اس خدمت کی بجا آوری کے لئے ہر ایک پہلو سے مجھے طیار کر دیوے ۔ اور حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات اور دیگر ضروری خبرین اور حالات مقررہ وقت پر آپ کی خدمت میں پہونچتی رہین ۔

ان تمام کمزوریون کو بذاتِ خود محسوس کر کے مین نے البدر نمبر ۲۰-۲۱ میں ایک آرٹیکل فرض منصبی میں نقص کے عنوان سے دیا تھا ۔ مجھے امید ہے ۔ کہ آپ نے اُسے مطالعہ فرمایا ہوگا اور بہ حیثیت ایک مومن ہونے کے حسن ظن سے کام لیکر میری اُس گذارش کو واقعات حقہ پر مبنی خیال کیا ہوگا جس قدر سٹاف کیضرورۃ کو میں نے اسمیں بیان کیا ہے ۔ عمدہ اور کافی انتظام کے لئے واقعی اُسی قدر سٹاف کیضرورۃ ہے اور میں اسی کوشش میں ہون ۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کی نصرۃ شامل حال ہوئی ۔ اور حسب مراد انتظام ہو گیا ۔ تو سالہا سال سے جو شکایت قادیانی اخبارون کی بے قاعدگی کی چلی آتی ہے وہ رفع ہو جاوے گی ۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ اخبار کے اجراء کیوقت جو عہد کلمات طیبات کے ضبط کرنے اور پہونچا دینے کا مین نے کیا تھا ۔ وہ عہد تو بذاتِ خود سچا تھا ۔ مگر ناتجربہ کاری پر ضرور مبنی تھا ۔ کیونکہ مجھے اخبار کی ضروریات اور اس کے انتظام کی حقیقت کا علم نہ تھا ۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۔ اگر ہوتا تو انشاء اللہ بغیر کامل انتظام کے میں اس سلسلہ کو جاری نہ کرتا ۔ اور اس طرح ابتلا کا موقعہ نہ مجھے اور نہ آپ کو پیش آتا ۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہر ایک فعل حکمت سے خالی نہیں ہے جن اغراض کے لئے میں نے قادیان میں ہجرۃ کی ہے ۔ تجربہ ہوا ہے ۔ کہ ان ابتلاؤن نے بھی اُنکی تکمیل میں ایک دست باز کا کام دیا ہے ۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا ۔ اس لئے مجھے امید ہے ۔ کہ اس عسر کے بعد ضرور کوئی صورت یسر کی پیدا ہو جاویگی ۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کبھی کسی سے کوئی کام بگڑ جاتا ۔ تو آپ بجائے رنجیدہ ہونے کے فرمایا کرتے ۔ فعل ما قدر ۔ یعنی جو ہونا تھا ہو چکا ۔ اور کبھی رنج و غم کا اثر بھی آپ پر نہ پایا جاتا ۔ پس ہم بھی اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہین ۔ اور گذشتہ ناکامیون اور بے ترتیبیون کو نظر انداز کر کے آیندہ کے لئے خدا سے بذریعہ دعا کے مدد مانگتے ہین ۔ کہ وہ کامل انتظام کے وسائل اور اسباب اپنے فضل سے ہم پہونچا دیوے ۔ آپ بھی اسمیں ہماری مدد فرماوین ۔ اور کارخانہ کے استحکام پابجائی اور مستقل انتظام کے لئے جو جو احسن اور اکمل تجاویز آپ کے ذہن رسا مین غور و فکر اور دعا کے بعد اللہ تعالیٰ القا کرے اس سے اس خاکسار کو اطلاع دیوین ۔

یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ ہر ایک عمل کا ثواب عند اللہ اُسی وقت ہوتا ہے ۔ جبکہ اس میں للّٰہیت اور خلوص نیت ہو اور مقصود نوع انسان کو عموماً اور اپنے دینی بھائیون کو خصوصاً فائدہ پہونچانا ہو ۔ اگر یہ مقصد اور علت غائی ہوگی ۔ تو اُمید ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کریگا ۔ ہم اپنے نفس کی باریک شرارتون اور مکر و فریب سے اور اپنی غلطیون کے بُرے نتائج سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہین ۔ اور اس کے فضل کے امیدوار ہین (محمد افضل)

دو مسکین احباب نے البدر کی مفت خریداری کی درخواست کی ہے جبکہ کارخانہ کو اسقدر وسعت نہیں کہ مفت دے ۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ذی وسعت احباب میں سے کوئی دو صاحب انکی قیمت ادا کر کے عند اللہ اجر حاصل کرین ؞

نوٹ ۔ خبرون کا سلسلہ آجکل اسلئے بند ہے ۔ کہ مضامین کی ترتیب کا کوئی انتظام نہیں ۔ اخبار کا کچھ حصہ بہتر ونجات سے لکھا یا جاتا ہے اور کچھ کہیں سے اسلئے وقت پر جو مضمون طیار آتا ہے وہ طبع کرایا جاتا ہے ۔ انشاء اللہ مکمل انتظام پر پھر وہ سلسلہ شروع ہوگا ۔

المنصور ۔ نام کا ایک ماہوار رسالہ ہمارے احمدی بھائی منشی محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس مصنف شہادت آسمانی و اعجاز احمدی وغیرہ کے اہتمام سے دہلی سے نکلنا شروع ہوا ہے ۔ جس کا پہلا نمبر دفتر البدر میں بھی بھیجا گیا ہے ۔ اس کے ٹیٹل پیج کے دوسرے ورق پر ایک عمدہ نظارہ بنا کر اس میں حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھوٹی سی عکسی تصویر دیگئی ہے ۔ جس کا عکس بہت ہی مدھم آیا ہے اور باقی اوراق میں احمدی مشن کی تائید میں مضامین ہیں مصنف کا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طریق سے بعض کتابیں کسر صلیب کی تائید میں ہدیہ ناظرین کی جاوین ۔ ایک ورق طب کا بھی ہے ۔ جس میں اغذیہ کے افعال اور خواص دیے گئے ہین اس کی قیمت سالانہ عہ ہے ۔ ۱۸×۲۲ کی چھوٹی تختی پر ۲۰ صفحہ کا رسالہ اس قیمت مین گران نہیں ہے ۔ خدا کے فضل سے احمدی جماعت کا میدان تو اسقدر وسیع ہے کہ اگر کئی اخبارات اور رسالے بھی نکلین تو کافی طور پر اُن کی سمائی ہو سکے ۔ مگر نا معلوم کہ آیا جماعت کی غفلت ہے یا ہم لوگون کی نیت میں کچھ خلل ہے کہ نفسانی اغراض شامل ہو کر ہماری ترقی کا سد راہ ہو جاتے ہین کہ جس قدر اخبار اور رسالے نکلے ہین ۔ ایک تو اُن میں سے بند ہو گیا ۔ اخبارات کو ابھی تک یہ خوش نصیب نہوا کہ ناظرین کی شکایتیں رفع اور مہتممون کی دلی آرزوئیں پوری ہون اس سے بڑھکر اور کیا کہ میگزین جیسے دینی خادم اور مجاہد کے استحکام کے لئے خود حضرۃ مسیح موعودؑ کو قلم برداشت کرنا پڑا ۔ اس لئے اُس لحاظ سے کہ ایک احمدی دوست نے کشش ہماری اپنے اوقات کو ایک رنگ مین احمدی جماعت کیخدمت میں صرف کرنا چاہا ہے اور المنصور کے ذریعے سے احمدی پبلک کے رعب اور اثر کو بڑھانیکی کوشش کی ہے ۔ ہم تہ دل سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ناظرین سے سفارش کرتے ہین کہ وہ کم از کم اس کا ایک ایک نمونہ منگوا کر دیکھ لین اور حتی الوسع اسکی ربوبیت کے کفیل ہون اور اپنی کنار عاطفت مین اُسے جگہ دین ۔ اور اپنے اور احمدی ہمعصرون کی تجربہ کی بنا پر مصنف کو یہ کہتے ہین کہ وہ نیت مین خلوص اور خدمت دین کے ارادہ سے محض ابتغاء لوجہ اللہ اس بار کو اٹھاوین ۔ اور انتظامی مشین کا ہر ایک کیل پرزہ درست کر لین ۔ ہم تو ناتجربہ کاری سے خود بھی بعض ابتلاء کا نشانہ ہوئے ۔ ناظرین کو شکایت کا موقعہ بھی دیا ۔ مگر وہ ایسا نہ کرین ۔ من نکردم شما حذر بکنید ۔ ہم سر دست اس قدر اس پر لکھنا کافی خیال کرتے ہین اور جون جون اسکی عمر بڑھی اور ہم زندہ رہے تو پھر دوسرے موقعہ پر ریویو کرتے کون سی دیر ہے ؞

نوٹ ۔ چونکہ مین دوران مقدمہ میں حضرۃ مسیح موعود کے ہمراہ گورداسپور ہوتا ہون ۔ اخبار عدم موجودگی میں چھپتا اور شائع ہوتا ہے ۔ اسلئے اگر کوئی غلطی ہو جاوے تو معاف فرماوین ۔ گذشتہ اخبار میں جو مضمون "تعدد ازدواج پر سید محمود مرحوم کی رائے" کے عنوان سے چھپا ہے وہ ہم نے اخبار نیر آصفی مدراس سے لیا تھا ۔ مگر کاتب ...

ملفوظات احمدیہ

۳۰ جون بمقام گورداس پور

طعام اہل کتاب پر فیصلہ کن تقریر

امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہو رہا تھا اسی میں یہ ذکر بھی آگیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے.... اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ انکو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین کے دوہا جاتا ہے۔ اسپر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے **فرمایا** چونکہ نصاریٰ اس وقت ایک ایسی قوم ہو گئی ہے جس نے دین کی حدود اور اسکے حلال و حرام کی کوئی پروا نہیں رکھی اور کثرت سے سور کا گوشت انمیں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اُسپر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکی کی طرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیے جاتے ہیں اسلیے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو انکی کارخانوں کے بنے ہوئے ہوں اُن میں سور کی چربی اور سور کے دودھ کی آمیزش ہو اسلیے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقوےٰ اور ناجائز ہیں۔ جسحالت میں کہ سور کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کر کے ارسال کرتے ہیں اُسمیں کوئی نہ کوئی حصہ اسکا نہ ہوتا ہو۔

اسپر ابو سعید صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا جب اُسنے حساب و کتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والوں نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے تب اس واقعہ کے سُننے سے تافرتیں کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال کسقدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوتا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں اب تک موجود ہیں جنکو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لیے اُنکو بھی مد نظر رکھکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور اُنکی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے **فرمایا** کہ ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جس میں شبہ نہ ہو اور ازروئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اسکے یہی معنی ہوں گے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاریٰ پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اُسکا کھانا بھی نہیں کھا سکتے مثلاً ایک مسلمان بیوا ہے اور اُسے حرام و حلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُسکے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے اسی طرح ہم گھر میں ولایتی بسکٹ ہیں کرتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کا منگا لیا کرتے ہیں عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطرار کی ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں ہوتی ہیں اگر مسلمانوں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شے وہاں ہی مل جاوے تو پھر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہییں۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک اہل کتاب سے غالباً مراد یہودی ہی ہیں کیونکہ وہ کثرت سے اُسوقت عرب میں آباد تھے اور قرآن شریف میں بار بار خطاب بھی اُنہیں کو ہے اور صرف توریت ہی کتاب اُسوقت تھی جو کہ حلت اور حرمت کے مسئلہ بیان کر سکتی تھی اور یہود کا اُسپر اس امر میں جیسے عملدرآمد اُسوقت تھا ویسے ہی اب بھی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے۔ اسپر ابو سعید صاحب نے عرض کی کہ اهل الکتب میں کتاب پر الف لام بھی اسکی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا۔

(واضح ہو کہ یہودی بزرگوں کا کھانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُنکا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا۔ سور سے اُن کی ویسی ہی نفرت ہے جیسی ہمکو ہے اسلیے ان لوگوں کی ایسے کھانوں کو انشراح صدر سے کھا لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

دجال شخص واحد بھی ہے

ہمارے محترم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ دجال کے متعلق جو کچھ حضور نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن ایک دن میرے ذہن میں یہ بات گذری کہ دجال ایک شخص واحد بھی گذرا ہے اور اسوقت یہ دجال موجود ہے وہ اُسی کا ظل اور اثر ہے کیونکہ موجودہ عیسویت در اصل وہ عیسویت نہیں ہے جو حضرت مسیح نے تعلیم کی بلکہ یہ پولوس کا مذہب ہے جسنے ہر ایک حرام کو حلال کر دیا اور کفارہ وغیرہ کی مسئلہ کی بدعت ایجاد کی اور اُسکی ایک آنکھ ہی تھی بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اُسکا حلیہ بیان کیا ہے ممکن ہے کہ مکاشفہ میں آپ کو وہی دکھایا گیا ہو اور اُسکے متبعین نے ہی یہ تمام ایجادیں کی ہیں جنکو دجال کی صنعت اور کارناموں کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

تقدیر معلق اور مبرم

صدقات و خیرات سے بلا کے ٹلنے کا ذکر ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اسپر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے دو حصے کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اسبات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا و صدقات و خیرات سے آخرکار وہ صورت ٹل جاتی ہے بس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے اور دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شے نہیں ہے۔ بعض ارادے الٰہی صرف اس لیے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے اور پھر صدقہ و خیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔ دعا کا اثر مثل نر و مادہ کے ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہو اور وقت مناسب مل جاوے اور کوئی

نقص نہ ہو تو ایک امر ٹل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے بہم نہیں پہونچتے طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دلمیں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے اسمیں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے۔

اس مقام پر ایکنے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خان صاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار ہوا تھا تو جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پھر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔ آپ نے **فرمایا** کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے اسپر شارح شیخ عبدالحق محدث دہلی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اسکے کیا معنی ہوئے۔ آخر خود ہی جواب دیاہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی اور ایک مبرم غیر حقیقی جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آتی ہے اب اگر کوئی چاہے کہ اسپر موت آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جس میں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہونچ چکے ہوں اور قریب قریب نہ ٹلنے کے نظر آتے ہیں اُسکا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیا بھی ملکر دعا کریں کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

الہام — **فرمایا** کہ صبحکو یہ فقرہ الہام ہوا " خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دے گا"

فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوب صورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ السلام نے اپنے چند اک سابقہ رویا بیان فرمائے۔ جنکو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ انہیں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جائے۔

رویاء ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھا ہے اور ایک عجیب روٹی نان کی مثل چمکتی ہوئی اُس کے ہاتھ میں ہے وہ روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے مجھے وہ روٹی دیکر کہتا ہے کہ یہ تمہارے لیے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے اس رویا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

رویاء ثانی۔ فرمایا ایک فرشتہ کو میںنے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اُسکی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میںنے اُس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اُسنے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رویا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا۔

عبرت — عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثنا میں کوئی رجوع خدا کیطرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا مچانا اُسکے کام نہیں آیا کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا۔ مشکل یہ ہے کہ دنیا داروں کو اُن کے اپنے سلسلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں ہے کہ وہ روح کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں اگر کچھ خوف ہے تو گورنمنٹ کا اور اُمید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ میں جو توکل کا نام لے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اُسکا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اُسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوائی اسکے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کر دے اور کیا انجام ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گھر کا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لیے کہا **الرجال قوامون علی النساء** اسی کی رستگاری کے ساتھ اُسکے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور **ولا یخاف عقبہا** سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کو اُن کے پس ماندوں کی کوئی پروا نہیں ہے اُسوقت اُسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۳ جولائے سنہ ۱۹۰۷ء
مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونیکے لیے آئے ہوئے تھے مثل پروانہ حضرت پر گر رہے تھے اکثر حصہ اُن میں سے دیہات والوں کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھکر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاؤ حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو جو آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سیکڑوں کوس کے سفر کر کے یہ لوگ آتے ہیں صرف اس لیے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کی خاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے۔ **ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس** یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جنکے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور اُن کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا خدا تعالےٰ کا فضل ہی انکی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک اُن سے با اخلاق پیش آتا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں۔

وجودی کہاں سے پیدا ہوئے — ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر میں وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہیں اور ذبیحہ وغیرہ انھیں کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اُسکا کھانا حلال ہے کہ نہیں۔

فرمایا کہ بہت تجسس کرنا جائز نہیں ہے موٹے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اُس سے پرہیز کرو عام طور پر اسطرح تجسس کرنے سے بہت سی مشکلات در پیش آتی ہیں جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور اُسمیں اسلام کے آداب مدنظر ہوں وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہاں سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام میں تو انکا پتا نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو صرف دھوکا لگا ہوا ہے جو راستباز اکابر گذرے ہیں وہ اصل میں فنا نظری کے قائل تھے اسکے یہ معنی ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون میں توجہ اللہ کی طرف رکھے اور اسقدر فانی اسمیں ہو کہ گویا اور کسی شے کی قدرت اور حرکت بذاتہ اُسے نظر نہ آوے ہر ایک شئے کو فانی جانے اور اسقدر تصرف الٰہی اُسے نظر آوے کہ بلا ارادہ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہو رہا۔ اسی مسئلہ میں غلطی واقعہ ہو کر آخر فنا وجودی تک نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شئے نہیں ہے اپنے آپکو بھی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب[*]

---

[*] موجود پھیلا ہے۔ کہ فنا نظری کے شوق میں اولیا اللہ سے کچھ الٰہی کلمات نکلے ہیں کہ جنکی الٹی تاویل کرکے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری تک انسان کا حق ہی کہ محبوب میں اور اپنے آپ میں کوئی جدائی نہ سمجھے اور من تو شدم تو من شدی۔ تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو۔ کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہ ہر ایک سالک کی راہ میں ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے

طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے

اکثر لوگوں سے گفتگو اور ملاقات کے موقعہ پر یہ سوال سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ طاعون کی نسبت جو پیشگوئیاں قادیان اور احمدی جماعت کے متعلق ہیں۔ ان سے یہ امر واضح نہیں ہوتا کہ عام پبلک کے لئے بھی کوئی نشان ہو سکیں۔ ان سے صرف احمدی جماعت روحانی فائدہ اٹھا سکتی ہے مثلاً انی احافظ کل من فی الدار میں بجز الا الذین علوا باستکبار ایک ایسی شرط ہے جو پبلک کے لئے نشان نہیں ہے جو آدمی مر گیا مرزا صاحب کہہ سکتے ہیں وہ متکبر تھا یہ صرف جماعت کو تنبیہہ ہوئی۔ اور اگر دار سے چار دیواری مراد لیجائے تو یہ شرط وہاں بھی ساتھ لگی ہوئی ہے اور انی احافظک کا جو الہام ہے اس سے ذہن اسطرف منتقل ہوتا ہے کہ ممکن ہے خاص دار میں کوئی کیس ہو جائے اور ہم نے دیکھا ہے کہ بعض احمدی بھی طاعون سے مرے ہیں اور قادیان میں بھی طاعون آئی۔ اگرچہ اسدفعہ کوئی احمدی تو وہاں فوت نہیں ہوا لیکن اس امر کی بھی کوئی پیشگوئی نہیں ہے کہ قادیان میں طاعون سے کوئی احمدی نہ مریگا اسلئے انہ اوی القریہ بھی کوئی نشان نہ رہا۔ حالانکہ مرزا صاحب نے دافع البلاء صفحہ ۵ پر لکھا ہے "کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا اب دیکھو تین برس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے۔ یعنے ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔ دوسری طرف باوجود اسکے کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آجتک جو شخص طاعون زدہ باہر سے آیا وہ بھی اچھا ہو گیا" یہ عبارت مرزا صاحب نے انہ اوی القریہ کی تشریح میں لکھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ انکے نزدیک انہ اوی القریہ کے معنے یہی تھے کہ قادیان میں طاعون نہ ہو گی۔ حتے کہ کوئی کیس بھی نہ ہوگا پھر صفحہ ۶ پر الہام ہے ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم۔ اسکا ترجمہ خود مرزا صاحب نے صفحہ ۷ پر یہ کیا ہے "خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے"۔ پس اب پتہ نہیں لگتا کہ طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے۔ نہیں معلوم کہ آپ اسکی کیا تاویل کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا سوال کا جواب۔ کچھ تو ہم نے مختصر طور پر اسی وقت دیدیا جب سوال سنا۔ لیکن چونکہ اکثر احباب پر یہ سوال پیش ہوتا ہوگا اسلئے مفصل طور پر چھاپ دینا شایع کرنا مناسب سمجھا یہ ظاہر کرنا بھی بعید از مصلحت نہیں ہے کہ طاعون کے متعلق جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں وہ ہماری ذاتی رائے اور خیال ہے اور کسیکو حق نہیں پہونچتا کہ ان تمام آرٹیکلوں کو وہ حضرت مرزا صاحب کیطرف منسوب کرے اگر حضرت مرزا صاحب خاص طور پر اپنی قلم سے اسکے متعلق تشریح فرماوینگے تو آپکا اسم گرامی اسکے نیچے درج ہوا ہوگا

سو واضح ہو کہ خدا تعالےٰ کا وہ کلام جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا وہ بالکل برحق ہے اسمیں کبھی تخلف نہیں ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب ع کوئی عبارت اپنی طرف سے تحریر فرماتے ہیں تو اسکا نام الہام الٰہی نہیں ہو سکتا۔ وہ زیادہ سے زیادہ آپکی رائے اور اجتہاد ہے جسمیں غلطی کا امکان ہے۔ ہاں وہ عبارت جسکو آپ نشان قرار دیویں وہ بطور سند کے پیش ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ کشتی نوح میں حضرت اقدس نے بعض عبارات لکھکر انکے مضمون کو نشان قرار دیا ہے اور اپنے منجانب اللہ ہونیکی دلیل گردانا ہے جنکو ہم انشاء اللہ اپنے موقع پر درج کرینگے۔

طاعون کی نسبت جو الہامات متعلقہ احمدی جماعت و قادیان۔ دافع البلاء میں ہیں اگر انکو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو بہت ہی واضح طور سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ طاعون کی نسبت پیشگوئی کیا ہے۔ دافع البلاء کے صفحہ ۵ پر الہام ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ انہ اوی القریہ۔ درج ہے جسے حضرت مرزا صاحب نے خدا کی وحی کہا ہے اس سے آگے ۵ سطور میں اسکے معنے بیان فرما کر آگے جو عبارت اب دیکھو سے شروع ہوتی ہے اور جسے معترض نے پیش کیا ہے وہ الہامی عبارت نہیں ہے اور نہ اسکا ترجمہ ہے بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل و انعام کا بیان ہے جو اسوقت تک بلا کسی خصوصیت کے عام طور پر قادیان اور اہالیان قادیان کے شامل حال رہا۔ اور اس بیان کی ضرورت اسلئے تھی کہ اسے پڑھ کر قادیان کے احمدی اور غیر احمدی باشندے خدا کی نعمت کا شکر کریں اور انکو جتلانا مقصود تھا اگر تم لوگ اپنی حالت کو تغییر نہ کر دوگے تو یہی فضل تمہارے شامل حال رہے گا۔ اسلئے صفحہ ۶ کی سطر ۲ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے ۴ برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں۔ گویا ایک طرح سے یہ اس امر کی پیشگوئی تھی کہ اگر قادیان کے لوگ اپنے ما بانفسھم کو بدل دینگے تو طاعون کا نشانہ ہونگے۔ اس لئے یہ عبارت مذکورہ بالا الہام سے کسی طرح بھی متضاد نہیں ہے اور مضمون قادیان اور طاعون میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ طاعون کا اصل باعث آریہ صاحبان کا اعتداء ہے جسکی وجہ سے الہام الٰہی نے ... ظہور فرمایا ہے پھر اسی صفحہ ۵ پر انہ اوی القریہ کے معنے کرتے ہوئے لفظ تباہی پر ایک حاشیہ دیکر آپنے لفظ اوی کے معنے کھول دئے ہیں جس سے ایک سلیم الفطرت انسان سمجھ سکتا ہے کہ مطلق نفی طاعون کی پیشگوئی جیسے کہ معترض نے پیش کردہ عبارت سے ثابت کرنا چاہا ہے ہرگز نہیں ہے ورنہ ۵ سطور کے اندر ہی اندر مختلف اور متضاد مضمون کی عبارتیں کسطرح جمع ہو سکتی تھیں۔ اوی کے جو معنے حاشیہ میں کئے گئے ہیں وہ معترض کے استنباط کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔ اصل الہام جو طاعون کے متعلق ایک شان سے ہے وہ ہمارے خیال میں لولا الاکرام لہلک المقام ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ قادیان میں اس قسم کی طاعون ہرگز نہ پڑیگی۔ جو اسے ویران کر دے اور نسل کو منقطع کر دے جیسے کہ ہم البدر نمبر ۱۹-۲۰ جلد ۳ میں ثابت کر چکے ہیں۔ رہا الہام ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم۔ اس میں بھی عذاب سے خاص عذاب مراد ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کو بھی یہی الہام ہوا تھا اور آپ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ سخت قحط پڑا تھا کہ لوگوں نے ہڈیاں پیس کر گذارا کیا تھا پس اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی موجودگی میں کوئی عذاب کسی قسم کا قادیان کے لوگوں پر نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے مراد وہی عذاب ہلاکت ہے جسکا ذکر لولا الاکرام لہلک المقام میں ہے پس اب جبکہ ہم ان تینوں الہاموں انہ اوی القریہ۔ لولا الاکرام لہلک المقام اور ما کان اللہ لیعذبھم کو یکجا ملا کر دیکھتے ہیں تو یہ بات بڑی واضح طور سے معلوم ہو جاتی ہے کہ اصل منشا قادیان اور طاعون کے بارے میں یہی ہے کہ وہ ہلاکت سے محفوظ رہے گا۔ اوی میں جس پناہ کا ذکر ہے وہ ہلاکت اور بالکل تباہی سے پناہ ہے۔ اور ما کان اللہ لیعذبھم میں جس عذاب کی نفی ہے وہ بھی عذاب ہلاکت کی نفی ہے + جو کچھ معنے ان ہر سہ الہامات کے کئے ہیں انکی سمجھ اسطرح سے بھی بہت جلدی آسکتی ہے کہ تینوں الہامات اور لفظ اوی کے معنے جو حاشیہ میں ہیں یہ تمام ایسی عبارتیں ہیں جو کہ بالکل ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر لکھی ہوئی ہیں اور سب کو لکھنے والا ایک ہی شخص ہے اسلئے یہ خیال کرنا کہ انمیں آپس میں نقیض ہے پرلے درجہ کی نادانی ہے۔ دافع البلاء کے صفحہ ۵ - اور ۶ پر یہ سب الہامات ہیں اسلئے یہ محال ہے کہ اسکے مصنف نے ایک سطر میں تو کچھ لکھا اور اس سے چلکر اگلی سطور میں کچھ اور لکھدیا اور پھر مصنف بھی ایسا جو کہ دنیا کے اختلافات مٹانے کیواسطے آیا ہو اور موجودہ غلطیوں اور فسادوں کو رفع کرنا اسکا فرض منصبی ہو۔ اور مسلم سلطان القلم ہو قادیان کے متعلق الہامات کا فیصلہ تو اوپر ہو چکا جس سے ظاہر ہے کہ قادیان کے متعلق طاعون کی کیا پیشگوئی ہے۔ اب جماعت کا حال اسکی نسبت ہم کشتی نوح میں سے چند عبارات ذیل میں نقل کرکے دکھاتے ہیں جس سے جماعت کی نسبت پیشگوئی اظہر من الشمس ہے۔

ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے (کشتی نوح صفحہ ۲ سطر ۳)

(۲) اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہینگے (کشتی نوح صفحہ ۲ سطر ۱۳)

(۳) مگر تمام لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرینگے کہ نسبتاً ومقابلتہً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جسکی نظیر نہیں (کشتی نوح صفحہ ۴ سطر ۱۶)

(۴) یہ منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہینگے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً ومقابلتہً طاعون کے حملہ سے بچا رہیگا اور وہ سلامتی جو انمیں پائی جاویگی اسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہ ہوگی۔ کشتی نوح صفحہ ۴ سطر ۱۶

(۵) بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بڑھیگی اور خارق عادت ترقی کریگی اور انکی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائیگی۔ (کشتی نوح صفحہ ۵ سطر ۱۷) مذکورہ بالا پیشگوئیاں جماعت کی نسبت بہت کھلی کھلی ہیں اور انسے صرف ایک اندھا ہی انکار کر سکتا ہے۔ اگر کسیکو یہ خیال ہو کہ انمیں بھی تاویل کی گنجائش ہے تو اسکا فیصلہ بھی آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ جسطرح اور جن الفاظ میں حضرت مسیح موعود نے پیشگوئیاں کی ہیں اسی طرح انکا کوئی مکفر اور مکذب جو کسی فرقہ یا مذہب یا گروہ کا پیشوا ہو اللہ مقابل بنکر انہی الفاظ میں پیشگوئی کرے۔ اگر ان الفاظ میں کوئی ایسی گنجائش ہے کہ بصورت نہ پورے ہونے پیشگوئی کے حضرت مسیح موعود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو وہی فائدہ انسے وہ بھی اٹھا سکے گا اور اسطرح سے حق اور باطل کے درمیان ایک فرق بیّن لوگوں کو معلوم ہو جاویگا صرف اعتراض اور نکتہ چینی سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ذرا اسکی مثل تو بنا کر لاؤ تا پتہ لگے کہ جھوٹے کا منہ کالا ہوتا ہے کہ نہیں۔

اب اسکے بعد ہم ایک اور عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہیں جو کہ بہت کھلی کھلی روشن ہے اور جسمیں کسی تاویل کی کسی طرح بھی گنجائش نہیں ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام انی احافظک خاصۃ ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ آپ طاعون سے خصوصیت سے محفوظ رکھے جاوینگے۔ اب ذرا اللہ غور کر کے دیکھو کہ ایسے ایک وقت میں جبکہ موت کا بازار گرم ہے۔ اور ٹڈیوں (مکڑیوں) کیطرح لوگ مر رہے ہیں کیا کوئی شخص جرأت سے کہہ سکتا ہے کہ میں ضرور طاعون سے محفوظ رہونگا۔ اگر یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور کھلی کھلی پیشگوئی نہیں ہے۔ یا اگر نہیں عام بات ہے اور پھر چاہیئے کہ آپکے مقابلہ میں کوئی شخص ایسے ہی دعویٰ سے یہ کہدیوے کہ مجھے بھی خدا نے طاعون سے محفوظ رکھنے کی خبر دی ہے اور میں اس سے اطلاع پاکر کہتا ہوں کہ میں ضرور محفوظ رہونگا اور طاعون کی موت سے ہرگز نہ مرونگا۔

غرضیکہ

مذکورہ بالا بیانات سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چار پیشگوئیاں شایع کی ہیں

اول۔ یہ کہ آپ کا وجود باوجود طاعون سے محفوظ رہیگا

دوم۔ یہ کہ احمدی جماعت نسبتاً ومقابلتہً طاعون کے حملوں سے محفوظ رہیگی۔

سوم۔ یہ کہ قادیان طاعون سے تباہ و برباد ہرگز نہ ہوگی کہ لوگ آسے آ کر کھنڈرات کی شکل میں پاویں۔

چہارم۔ یہ کہ طاعون کے ذریعہ سے احمدی جماعت بڑھیگی اور خارق عادت ترقی کریگی۔

مَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ

ناظرین کو معلوم ہے کہ آجکل طاعون کی آمد آمد جس قریہ یا مقام پر ہوتی ہے وہاں کے لوگ اسکے دفعیہ کیلئے اپنے اپنے اعتقاد اور خیال کے مطابق صدقہ خیرات شروع کرتے ہیں۔ ہندو سانڈوں کو نکالتے ہیں۔ مسلمان مل مل کر دعائیں کرتے ہیں۔ پیر پرست اقوام اپنے اپنے پیر سے مشرکانہ رنگ میں اسکا علاج دریافت کرتے ہیں۔ قبر پرست قبروں پر حصول مراد کیلئے جاتے ہیں بت پرست اقوام بتوں کی پوجا طرح طرح سے کرتے ہیں حالانکہ یہ اصل علاج طاعون کا نہیں ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ دعا اور صدقہ اور خیرات سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور خداتعالیٰ مضطر کی دعا سنتا ہے جیسے کہ اسکا وعدہ ہے امن یجیب المضطر مگر اس وعدہ میں وہ لوگ مخاطب ہیں جو کہ محض ابتلا کے طور پر عذاب میں مبتلا ہوں۔ لیکن اسوقت جو عذاب طاعون آیا ہے وہ بطور سزا کے ہے نہ بطور ابتلا کے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اسکے برگزیدوں اور اسکی کلام اور احکام کی جو بیحرمتی کیگئی ہے اور بجائے تعظیم کے توہین کو روا رکھا گیا ہے اسکی پاداش لوگوں کو دی جاوے بعض لوگوں کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ ہم نے کبھی بیحرمتی اور توہین نہیں کی۔ تو انکا جواب یہ ہے کہ انہوں نے تعظیم بھی تو نہ کی۔ پس ایک شئے جو کہ قابل قدر ہے اسکی قدر نہ کرنی اور ایک مطاع جو کہ قابل اطاعت ہے اسکی اطاعت نہ کرنی بھی تو بذات خود ایک توہین ہے۔ علاوہ اسکے جو لوگ خود خداتعالیٰ اور اسکے شعائر کی بیقدری اور بےحرمتی کرتے رہے اسمیں یہ لوگ قولی یا فعلی طور پر ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ اور اس قسم کے صریح ظلموں کو دیکھ کر کسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر وہ مقابلہ کرتا بلکہ اگر کسی نے مقابلہ شروع بھی کیا تو اپنے نفسانی اغراض کی بنا پر۔ جو کہ خداتعالیٰ کے نزدیک بذات خود قابل نفرین حرکت ہے۔ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی تحریروں سے جیسے کہ معلوم ہوتا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ طاعون تو اسلئے آئی ہے کہ خداتعالیٰ کو منواوے اور طیب اور خبیث میں تمیز کرے۔ پس اگر یہ مشرکانہ دعاؤں اور صدقہ اور خیرات سے ٹل سکتی ہے جو کہ خداتعالیٰ کی رضا اور آیت کے موافق ہرگز نہیں۔ تو پھر طیب اور خبیث میں کیا فرق ہو سکتا ہے

آداب دعا میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ دعا کرنے والے کے معاملات کیا بلحاظ اعتقاد کے اور عبادات کے اور کیا بلحاظ انسانوں کے تعلقات کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بالکل درست اور راست ہوں۔ اسکے اکل و شرب میں کوئی حصہ محرمات کا نہ ہو۔ اب دیکھو کہ جو لوگ مل مل کر دعائیں کرتے ہیں انکی زندگی کیسی ہے کیا انہوں نے ناجائز اور ظالمانہ وسائل آمدنی کے ترک کر دیئے۔ یا محض خدا کی رضا کیخاطر اپنے نفسوں اور شکموں کو اسلئے بھوکا رکھا کہ ان کو حلال روزی میسر نہیں۔ بلکہ اسی طرح رشوت۔ سود۔ خیانت اور دوسرے حرام ذریعہ سے پالا ہوا گوشت اور پوست لے کر خدا کی بارگاہ میں اسلئے حاضر ہونا چاہتے ہیں کہ خدا انکی دعا قبول کرے۔ اسی طرح شیعہ اور سنی۔ پیر پرست اور قبر پرست۔ مقلد اور غیر مقلد سب اپنے ایسے عقیدوں پر جم کر خدا سے دعا قبول کروانا چاہتے ہیں۔ جن سے اسکی ذات اور صفات پر حرف آتا ہے۔ کیونکہ خداتعالیٰ جو ذوالفضل ہے اور ہمیشہ سے اپنے برگزیدوں پر انعام واکرام کرتا رہا ہے اور آج بھی وقت پر دین اسلام کی مدد کرتا رہا ہے۔ اسکی نسبت اب لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ازمنہ سابقہ میں تو اسکو یہ قدرتیں حاصل تھیں مگر اب نہیں اسکے فضل وکرم کا دروازہ شیعوں کے نزدیک تو بارہ اماموں تک محدود ہو گیا۔ مقلدوں کے نزدیک اربعہ امام تک پیر پرستوں اور قبر پرستوں کے نزدیک اس حی قیوم کی قدرتیں ان مردوں نے چھین لیں جنکا سوکھی ہڈیوں ۴۴ ... شفقت اور رحمت ... (باقی ارمغان)

... ہیں پس اب خود دیکھو اور خود سوچو کہ جب تمہارے نزدیک ...

احاطۂ لیت و عدا

گورداسپور

فرمایا۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہیں۔ ان دونوں کو خدا تعالیٰ آخرت میں بدلہ دیگا۔ دنیا تو چلنے کا مقام ہے رہنے کا نہیں۔ اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کی رکھتا ہے تو خوشی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور دکھ ختم ہونیوالے ہیں اور اس کے بعد ایک ایسا جہان آنیوالا ہے۔ جو دائمی ہے

جو لوگ اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی بیشی دیکھ کر دوسرے جنم کے گناہوں اور عملوں پر محمول کر لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرۃ کا ایک بڑا جنم آنیوالا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں کوئی نقص عطاء کیا ہے۔ اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دکھوں میں ڈالدیا ہے۔ انکو ان کو وہاں چلکر اس کا بدلہ ملے گا۔ یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے واسطے ہے۔ جن سے خدا راضی ہو۔

بعض لوگ اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرتے اور بعض اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالکر خدا کو راضی کرتے ہیں

ایک شخص کے دو خدمت گار ہیں۔ ایک کو وہ ایسے کام اور سفر پر روانہ کرتا ہے۔ کہ جہاں اس کو سواری ملسکتی اور راستہ بھی سایہ دار اور ٹھنڈا ہے اور ہر طرح کا آرام ہے دوسرے خدمت گار کو ایسی طرف روانہ کرتا ہے۔ جس راستہ میں نہ تو سواری ملسکتی اور نہ سایہ ہے۔ بلکہ پیدل چلنا اور سخت گرمی اور دھوپ اور لو کا سامنا ہے۔ مگر وہ جانتا ہے۔ کہ جس کو جتنی تکلیف ہوگی۔ اس کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دونگا پس پھر ان دونوں خدمت گاروں کو اپنے سفر پر کیا اعتراض ہے۔ اسیطرح لنگڑے اندھے اپاہج۔ غریب۔ فقیر وغیرہ لوگ جو خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان کو جبکہ اوس آخری جہان میں چلکر بدلہ ملنا ہے۔ تو کیا ضرورۃ ہے کہ ہم گوناگون جنم مان لیں اور اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعراض کریں۔ جو دکھ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ تو ثواب حاصل کرنیکو دیئے ہیں۔ جبکہ وہ رحم کرنے والا ہے۔ تو کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسیطرح بدلہ دیتا اور دیتا رہے گا پس اپاہج اور اندہے وغیرہ کو اپنے ان نقائص خلقت کا بدلہ قیامت میں ملجائیگا۔ پھر یہ کبھی ممکن ہے۔ کہ ایک شخص شاہی گھر میں پیدا ہوا ہے اور سارے سامان عیش و نشاط مہیا ہیں پر وہ باریک در باریک دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے اور وہ شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت میں بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ ایسے سکھوں میں ہو کہ جو اس امیرزادے کو کبھی میسر نہیں۔ پھر کیا کہیں دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ اس سے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح عبادت کر۔ بہرحال یہ دنیا چند روزہ ہے۔ انسان کیا سمجھتا ہے۔ کہ میری عمر کسقدر ہے۔ جنم کی شکی بات کو قبول کرنا عقل کا کام ہرگز نہیں۔ انسان جب پیدا ہوتا اور اپنی عمر طبعی پوری کر کے مرجاتا ہے۔ تو کبھی کسی نے اس شخص کو اس جہان میں واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مثلاً بڑے بڑے عالم اور فاضل مرجاتے ہیں۔ تو انہوں نے واپس آکر کبھی نہیں بتلایا کہ میں نے پچھلے جنم میں فلان علم حاصل کیا تھا۔ ہزاروں جنم پائے اور علم و عمل حاصل کرتا رہا۔ مگر جب واپس آئے وہ پہلے علم و عمل ضائع ہوتے رہے۔ جس طرح وہ واپس آکر سب علوم بھلا دیتا بلکہ یہاں کا پہلا آنا بھی اس کو یاد نہیں رہتا تو وہ وہاں کیا رکھیگا اور نجات کس طرح حاصل کریگا۔ جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مکتی گیان سے ہوگی۔ مگر کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک ان کو یاد نہیں رہتا اور جب آتا ہے۔ خالی ہاتھ ہی آتا ہے۔ کچھ تو ساتھ لاوے اگر کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا تو گیان کیا ہوا۔ غرض جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے ہیں دم بند ہوگیا ہے۔ آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ اور روح رخصت ہوگیا ہے۔ اسی طرح تم اس کے واپس آنے کا ثبوت پیش کرو۔ تو ہم مان لیتے ہیں۔ واپس آنے کا ثبوت تو یہی تھا کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاوے۔ پس بغیر ثبوۃ کے ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ بڑا مولوی اور بڑا پنڈت بن کر اس جگہہ سے رخصت ہوا تھا۔ واپس آن کر کچھ بھی یاد نہیں جب وہاں جا کر سب کچھ بھول آتا ہے تو کس طرح معلوم ہو کہ یہ دوسرا جنم لیکر آیا ہے۔ اگر صرف اس کمی بیشی کو پورا کرنے کے واسطے جنم ماننا ہے تو ہم یوں کیوں نہ مان لیں کہ جس طرح یہاں تکلیف اٹھاتا ہے۔ اسی طرح کیا وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلا عطاء نہیں کرسکتا۔ مثلاً دیانند مرگیا ہے اگر آجاوے تو ہم اس کو اس طرح شناخت کرسکیں گے کہ ستیارتھ پرکاش یا وید کا کچھ حصہ ہمیں پڑھکر سنا دیوے۔ پڑھا ہوا آدمی تو اگر بھینس کی شکل میں بھی آجاوے تو چاہیے کہ وہ بھینس بھی طوطے کیطرح بولے ہاں صوفیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔ ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس کے کچھ اور معنی ہیں۔ یعنی جب انسان خدا تعالیٰ کیطرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلے اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے جس طرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اسمیں صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ غصہ۔ کینہ۔ خود پسندی۔ نخوۃ۔ علیٰ ہذا القیاس سب باتیں اسمیں ترقی کرتی جاتی ہیں۔ اور جوں جوں اسکی غذائیت بڑھتی جاتی ہے۔ شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیہ اور اخلاق فاضلہ زور پکڑتے جاتے ہیں اور اسیطرح ایک وقت و پر ایک پوری کمال انسانی پر پہونچتا ہے اور یہی اس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنی کبھی کتے کبھی بیل کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کیساتھ سلوک کا راستہ چاہیگا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے اور اس کا اسلام اور اس کا قرآن بھی اقراری ہے غالباً یہی تناسخ ہنود میں تھا مگر بے علمی سے دہوکہ لگ گیا اور سمجھ الٹی ہوگئی

مگر دنیا میں جس بات کو کوئی شخص مان بیٹھا ہے وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا ورنہ یہ ہونا چاہیے تھا۔ کہ راستی کو دریافت کر کے ناراستی کو چھوڑ دیتے۔ مگر یہاں ضد و تعصب اور ہٹ دہرمی ماننے نہیں دیتی۔

مکھیاں شہد بناتیں ریشم کا کیڑا ریشم بناتا۔ موتی کا کیڑا موتی بناتا بیل گھوڑے گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے فائدہ مند ہے۔ اگر سب چیزیں اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ نے حکمت سے پیدا نہیں کیں تو پھر ایک وقت پر اپنا جسم پورا کر کے کل گائیں کل مکھیاں۔ کل گھوڑے وغیرہ سب کا انسان بن جانا چاہئیں۔ تو پھر یہ چیزیں اور نعمتیں ایک وقت آنے پر دنیا سے نابود ہو جانی چاہئیں۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان چیزوں کی اشد ضرورۃ ہے۔ پانی اور ہوا میں بھی کیڑے ہیں پھلوں اور اناجوں میں بھی کیڑے ہیں۔ جن کے بغیر انسان کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس یا تو تناسخ مانو یا خدا کی حکمت مانو مگر چونکہ انسان کا ان چیزوں کے سوائے ہرگز گذارہ نہیں ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ والسلام۔ (الحکم)

رسالہ ابطال الوہیت مسیح۔ مصنفہ حضرت حکیم نورالدین صاحب حتی الوسع عمدگی سے کارخانہ البدر میں چھپ رہا ہے امید ہے کہ کچھ نئے نکات اور مضامین اس میں ایزاد کئے جاوینگے قیمت ۲؍ یا اس سے کم ہوگی

تذکرۃ الشہادتین۔ بزبان پنجابی نظم ہو کر کارخانہ میں پہونچ گیا ہے۔ عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا۔ احمدی شعرا سے التماس ہے کہ اب اسے اردو زبان میں نظم فرماویں اور اس کے متعلق کارخانہ سے خط و کتابت کریں (محمد افضل)

حیرت صاحب کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۹

مولویوں کی بابت گالی گلوچ

۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء رخنہ اندازِ دین قزاق دشمن اسلام رہزن ان سے زیادہ مفسد دنیا کے پردہ پر کوئی نہیں جہاں کے کل دغاباز اور فریبی ایک طرف اور ایک ملانا ایک طرف ظالم ناخداترس لعنتی گروہ شیطان پرست قوم لعنتی ملانے گردن زدنی ہیں ایسے ناپاک ذلیل اور وہ بھی ارذل ترین ذلیل ہوتے ہیں کیا شک ہے - انکا پیشہ ناپاکی میں خنزیر سے بھی بدتر ہے -

۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء مولوی نالائق حرام خور پیٹ کے بندے مفسد ظالم ناخداترس محسن کش ظالم اور ناقص گروہ ازلی بدنصیب ابدی جہنمی شیطان مجسم ریاکار شریعت کو پیروں کے نیچے کچلنے والے - خوک اور سگ سے بدتر ضمیمہ ہمراہ

۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء اگر ہمیں توپ کے تیروں سے اڑایا جاوے تمام ممکن الوقوع عذاب ہمپر توڑے جائیں ایک ایک بوٹی ہماری کاٹ ڈالی جاوے - دنیا کے سخت ترین عذاب ہمپر کئے جائیں - ہم انکو ابدی جہنمی حرام خور رخنہ اندازِ دین وغیرہ وغیرہ لکھے جائینگے یہ مسلمانوں اور اسلام کے حمیت کے لئے ہم لکھتے ہیں -

۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء موٹی توندوں اور چکنے چپڑے گلوں کے ساتھ اینٹھتے ہوئے پڑے پھرتے ہیں -

۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء - تف ہے ہمپر اے مفسدو خدا لعنت کرے - دین فروشوں کا بیج مارا جاوے انکا ستیاناس ہو - انپر تمام جہان کے پھٹکار پڑے - کائنات کے شریروں کا انتخاب ابلیس ملعون کے سعادتمند فرزند ملحدوں کے سرتاج مشرکوں کے [illegible] آدم ظالموں کے پیش رو چوروں کے رہبر ڈاکوؤں کے سرگروہ - تمام عالم کے غلاظتوں کا عطر شقی بے دین جہل مرکب کے مجسم صورت قہر خدا کے ڈراونی تصویر ناہنجار نالائق خبیث دجال خودغرض بے حمیت بے غیرت نابکار [illegible] چندہ لوگوں کا مال غصب کرنیوالے ریاکاری سے دنیا کماتے ہیں - حرام و حلال میں تمیز نہیں کرتے مولویوں کی صورت بنا رکھی لیکن ہر کائنات کے شیاطین کا خلاصہ کتنے ذلیل کمینے جو چمڑے چمار ملانے سید بن گئے ہیں - فرضی شجرہ نسب بنا کے اپنا نسب رسول صلعم تک ملادیا - استغفر اللہ لعنت اللہ علی خارج النسب ولعنت اللہ علی داخل النسب فریب اور دغابازی میں تمام عمر گذاری ملانوں میں شریف خون نہیں ہوتا - آپ تحقیق کریں گے تو کھل جائیگا - کہ کوئی باورچی ہے - کوئی جلاہا کوئی قصائی ہے - کوئی سائیس ڈوم دنیا بھر ان ہیچ قوموں نے جب علم پڑھ لیا - پھر وہ آپے میں کیوں رہنے لگے انکے دماغ ہفت آسمان پر ہو جاتے ہیں - خدا انکے کفر کو توڑے

۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء

شریر النفس شیاطین نابکار ردی النفس کافر ملحد لعنتی ذلیل الانسان صورت شیاطین ابدی جہنمی [illegible] بد نژاد بدکار ظالم جہنم کے دائمی وارث ریاکاری میں شیطان کے پیر و مرشد جنکے کاموں سے شیطان بھی کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں ابدی جہنمی دشمن خدا و رسول رخنہ انداز دین مقہور بارگاہ صمدی مخرب کافر - ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں - اگر کسی گھر میں کتا ہو - وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے - مگر اب صورت دوسری ہے - اگر کسی ملانے کا کسی مکان میں گذر ہو گیا وہاں برکات الہی اور رحمت کے فرشتے قیامت تک نہیں آتے - یہ مکار اور ظالم ہیں ملانوں کے غلیظ گالیوں اور سخت تبرے بازی کو ہم خوشی اور فخر کے ساتھ سنتے ہیں - اور خوش ہیں کہ اپنے ہادی برحق کی سنت بچہ تو ہمسے ادا ہو رہی ہے کافر ہیں اگر کچھ بھی ہمیں صدمہ ہو - اور مرتد ہیں اگر ان گالیوں کے جواب میں ہماری زبان سے گالیاں دینے والوں کے حق میں گالیاں نکلیں

۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء جہاں دیکھو نئے نئے بھیس میں مثل شیطان کے جلوہ افروز ہیں -

۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء مولود کہلواؤ اور ضرور کہلواؤ مگر ملانیکو ایک پیسہ نہ دو -

یکم اگست سنہ ۱۹۰۱

شیطان سیرت ملانے -

۸ اگست سنہ ۱۹۰۱ء - دنیا کے ذلیل ترین قوم جنہنے ملانے انکو مولوی اور مولنا کے لقب سے نامزد کرتے ہیں - وہاں تیلی تنبولی جولاہوں چمار دھوبی موچیوں نائیوں دھنیوں قصائیوں [illegible] زرکوبوں گوٹے والوں کی اولاد میں جنہیں انکے والدین نے سست سمجھکر گھر دہانے سے نکالدیا ہے اور مسجدوں کی روٹیاں کھا کھا کر فرعون بے سامان بن گئے - تمام دنیا کے فریب چالبازیاں مسلمانوں کو جال میں پھنسانے کے کارروائیوں کا خاتمہ انکے گھر میں ہوتا ہے -

۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۱

شریر النفس پورے خبیث یہ اگست سنہ ۱۹۰۱ کے کل مضامین اس قسم کے ہیں - کہ کل ہی نقل کرنے چاہئیں کیونکہ بہت ہی سخت ہیں -

۲۲ اگست سنہ ۱۹۰۱

بد باطن خودغرض شریر ملانے خبیث مفسد رخنہ انداز دین خدا - دشمن خیر الانام - مسلمانوں کے لئے زہر ہلاہل عبد الدرہم عبد الدینار جہنم کے سچے وارث فرشتگان عذاب کے بھولی شیاطین! عالم کے قبلہ و کعبہ ظالم بددین ناخداترس برادر یزید پلید ابدی جہنمی -

۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء مفسد بے دین ملانے شیطان اعظم مع اپنے کل شیاطین کے انپر لاحول بھیجتا ہے - پائنچے گھٹنے تک چڑھی ہوئی لبیں منڈی ہوئی نیچی داڑھی نیم ساق پاجامہ ٹخنوں تک کرتے ہاتھ میں پانسو دانوں کی تسبیح موجود - ایسے لوگوں کو شیطان الرجیم کی صورت سمجھنا چاہئیے ایک شریر اور ناپاک ملانا شریفوں کے بچوں سے (جو اسکے پاس پڑھتے ہیں) کس دریدہ دہنی سے بات کرتا ہے - بجائے اسکے کہ ملانے کے پاس بچوں کو مسجد میں پڑھنے کو بھیجا جاوے - یہ بہتر ہے کہ مثل زنانوں اور ہیجڑوں کے تالیاں بجاتے پھریں - زنانوں اور ہیجڑوں کی زندگی اگرچہ ارذل ترین ہے - مگر ایک شریر النفس اور خبیث ملانے کی صحبت سے پھر بھی بہتر ہے - دنیا کے تمام شرمناک افعال اور ایسے اعمال جو قانون قدرت کے بالکل مخالف ہیں - ملانا ان بچوں کے ساتھ کر گزرتا ہے - بدنصیب والدین انکو ایک ایسے ملانے کے سپرد کر دیتے ہیں - جسکی حرکات [illegible] شرارت سے شیطان الرجیم مع اپنے کل لاکھوں شیاطین کے توبہ توبہ کرتا ہے -

باقی آئندہ